سے نیست ہوتے ہیں۔ اور فیض تجلی حق سے ہست ہوتے ہیں
اور سرعت تجدد فیض رحمانی اسطرح سے ہے کہ ادراک آنے اور
جانے کا نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس کا آنا عین جانا ہے اور
جانا عین آنا ہے۔ اور فی الحقیقت آمد و شد اعتبار معتبر ہے۔
نہ امر محقق الوقوع۔ مثنوی۔

صورت از بے صورتے آمد برون ۔ باز شد کانّا الیہ راجعون
پس ترا ہر لحظہ مرگ رجعتست ۔ مصطفیٰ فرمود دنیا ساعتست
ہر نفس نو می شود دنیا و ما ۔ بے خبر از نو شدن اندر بقا
انچہ تیزی مستمر شکل آمدست ۔ چون شرر کش تیز جنبانی بدست
شاخ آتش را بجنبانی بساز ۔ در نظر آتش نماید بس دراز

اور شہود عرفان میں ایک شہود سے زیادہ نہیں ہے کہ
کبھی صور مظاہر میں ظہور فرما کر خود کو صورت تفصیل میں مشاہدہ
کرتا ہے۔ اور کبھی غیرت سے پردۂ غیریت موہوم کو اوٹھاتا ہے
اور نمود بے بود عالم نہیں چھوڑتا ہے اسی لئے فرمایا۔

باصل خویش راجع گشت اشیاء
ہمہ یک چیز شد پنہاں و پیدا

اشیا کثرت عالم سے مراد ہے کہ حقیقت میں عدم ہے۔ اصل
تمام اشیا حق تعالےٰ ہے۔ کیونکہ اصل ہر شے کی حقیقت میں

ہے

اوسی کی ہستی ہے اور عالم کہ نیست ہے حق کی ہستی سے ہست ہے اور رجوع سب کا اوسی کے طرف ہے۔ بلکہ حقیقت میں خود تمام وہی ہے جہاں سے مراد عالم غیب و امر ہے اور پیدا سے مقصود عالم خلق و شہادت ہے یعنے یہ دونوں عالم کو نمود دوئی رکھتے ہیں ایک چیز ہوے یعنے جو غیریت کہ تھی تجلی احدیت میں کہ موجب دفع اثنینیت وہی ہے محو تماشای ہووے۔ اور وحدت صرف ظاہر ہوئی جس سے ثابت ہوا کہ تمام ایک ہی چیز تھی اور کوئی غیر درمیان میں نہ تھا۔

تعالی اللہ قدیمی کو بیک دم

کند آغاز و انجام دو عالم

یک دم سے مراد نفس رحمانی ہے۔ یعنے تجلی رحمانی ممکنات عالم کو پردۂ عدم سے صحرائے وجود میں لاتی ہے۔ اور اوسی دم ان کا انجام بھی کر دیتی ہے۔

جہان خلق و امر اینجا یکے شد

یکے بسیار و بسیار اندکے شد

کثرت جو غیب و شہادت میں ہے وہ مقام وحدت الوجود میں ایک ہے۔ کیونکہ غیر وجود عدم ہے۔ اور موافق مراتب تجلیات کے صورت کثرت ہے۔ اور ہر مظہر میں ایک ظہور خاص

ہے اور صرف وہم سے لوگوں کو دوئی کا دھوکا ہوا جسطرح فرمایا

۱۵
همه از اوهام تست ایں صورت غیر
که نقطه دایره است از سرعت سیر

یعنے نمود غیریت اشیا قوت واہمہ کے مقتضات سے جو مدرک جزئیات ہے۔ اور جو کلیات و حقایق امور سے مطلع نہیں ہے وگرنہ ایک حقیقت سے زیادہ نہیں ہے جو کثرت میں صورت مختلفہ سے تجلی کی ہے۔ اور یہ حواس کی غلطی ہے جسطرح نقطہ آتش کو جلدی سے پھرائیں تو دایرہ کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اور حقیقت میں یہاں ایک نقطہ کے سوا دوسری کوئی شئے نہیں ہے اسیطرح نقطۂ وحدت ہے بسبب سرعت تجدد تجلیات غیر متناہیہ کے صورت میں دائرہ موجودات کے ظاہر ہوا ہے ۵

ایں نقطہ ز گردشیکه دارد بگذر ز خیال و وہم بنگر	بر صورت دایرہ بر آید تا دایرہ نقطہ نماید

۱۶
یکے خط است ز اول تا بآخر
برو خلق جہاں گشتہ مسافر

یعنے اول مراتب موجودات کہ عقل اول ہے۔ تا آخر تنزلات مرتبہ انسانی سے مرتبہ الٰہی تک جو نقطہ آخرین دائرہ ہے امول سے

متصل ہو کر ایک خط مستدیر موہوم ہے کہ تجدد تعینات سے نقطۂ وحدت نظر آتا ہے۔ اس پر خلق جہاں مسافرانہ گذر رہی ہے کہ بطون سے ظہور میں آتی۔ اور ظہور سے بطون میں جاتی ہے کَمَا بَدَاَکُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ۔ لیکن اس راہ کا طے کرنا بغیر راہ بر کے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے فرمایا۔

درین رہ انبیا چوں سار بانند

دلیل و رہ نمائے کاروانند

یعنے انبیا علیہم السّلام ہادی خلق ہیں۔ اور ہدایت حقیقی کہ رجوع مبدأ کی جانب ہے اوس جماعت کو میسر ہوتی ہے جس نے کشتہ نفس کو تیغ مخالفت ہوا اور موت اختیاری سے ذبح کیا ہو۔ اور انبیا علیہم السّلام کی بعثت واسطے اتصال نفوس کے منزل اصل تک ہے لیکن ہر شخص بقدر استعداد فطری کے قبول فیض ہدایت کرتا ہے۔ عطار ہ

سبیہ ہر کس تا کمال او بود		قرب ہر کس حسب حال او بود

بعض متحقق ساتھ اکثر صفات الٰہی کے۔ اور بعضے ساتھ کمتر کے ہیں اور پھر اس اقل واکثر میں بھی مراتب ہیں۔ اور وہ فرد کامل کہ بحسب حقیقت و معنی مظہر ذات و مجموع اسمار صفات الٰہی ہے وہ خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔

اگرچہ دوسرے انبیا و اولیا بھی مظہر اسم ذات اللہ ہیں۔ لیکن ہر ایک مظہر اس اسم کا ساتھ بعض صفات کے ہے۔ پس پیدایش محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بحسب حقیقت و معنی جمیع انبیا سے سابق ہے۔ اس لئے فرمایا کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ۔ اور بحیثیت صورت متاخر کیونکہ علت غائی اول الفکر و آخر العمل ہے۔ اسلئے فرمایا۔ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ۔ ؎ وَاِنِّیْ وَاِنْ کُنْتُ ابْنَ اٰدَمَ صُوْرَۃً فَلِیْ فِیْهِ مَعْنًی شَاهِدٌ بِاُبُوَّتِیْ ؎

آنزماں کز آدم و حوا نشان پیدا نبود	از مقام بے نشانی با نشان من بودہ ام
پیش ازاں کاسرار غیب آید بجا تشہود	برزخ غیب و شہادت درمیان من بودہ ام
گرچہ در صورۃ نمود از جہاں من گشتہ ام	چون بمعنی بنگری ہر دو جہان من بودہ ام

چنانچہ فرمایا۔

ور ز ایشاں سید ما گشتہ سالار
ہم او اول ہم او آخر دریں کار

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نبوت اسوقت سرفراز ہوئی تھی کہ آدم علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے جسطرح حدیث میں آیا ہے اور جتنے انبیا کہ آدم سے آپ تک ہوئے۔ سب مظاہر آپ ہی کے بعض بعض کمالات کے ہیں۔ پس اول حقیقت میں اور آخر صورت میں آنحضرت ہی ہیں صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ایسے آدم ہنوز پانی و مٹی میں تھا۔ ہم پیچھے آنے والے ہیں سبقت لے جانے والے۔ اگرچہ میں بظاہر ابن آدم ہوں لیکن میری حقیقت میں باپ ہونا میرا ظاہر ہے

کیونکہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوفیہ کے اصطلاح
میں ذات احدیت سے مراد ہے باعتبار تعین اول اور مظہر
اسم جامع اللہ کے ہیں۔ کیونکہ اللہ اسم ذات باعتبار جمیع
اسمار وصفات کے ہے۔ اور مجموعہ اسما وصفات تحت اسم اللہ
مندرج ہیں۔ کیونکہ ایک اسم اسمائے مراد۔ ذات مسمیٰ سے
باعتبار ایک صفت کے ہے۔ جسطرح علیم باعتبار علم کے۔
اور قدیر باعتبار قدرت کے۔ وعلی ہذا القیاس پس جسطرح
اسم ذات حقیقت و مرتبہ میں مقدم ہے جمیع اسمار سے۔ اسیطرح
انسان کامل بھی کہ مظہر اسم کل اللہ ہے چاہیے کہ ذات و
مرتبہ میں تمام مظاہر پر مقدم ہووے بلحاظ اتحاد مظہر و ظاہر
کے۔ پس جمیع مراتب موجودات کہ مظاہر اسمار الٰہیہ میں مظہر
انسان کامل کے ہونگے۔ اور حقیقت انسان جمیع اشیاء پر مشتمل
ہوگی۔ جسطرح اِشتِمَالُ الکُلِّ عَلَی الاَجزَاءِ۔ اسیلئے فرمایا۔

احد در میم احمد گشت ظاہر

دریں دور اول آمد عین آخر

احد باعتبار انتفاء تعداد اسمار وصفات ونسبت وتعینات
کے اسم ذات ہے۔ میم احمد میں کہ تعین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ظاہر ہوا۔ کیونکہ مظہر حقیقی احد حقیقت احمد ہے۔ اور باقی

مراتب موجودات مظہر حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اسی سبب سے عرفانے فرمایا کہ جسطرح حق تعالیٰ کو جمیع موجودات میں سریان ہے۔ انسان کامل کو بھی جمیع مراتب موجودات میں سریان چاہئے۔ کیونکہ کامل وہی ہے کہ اپنی خودی سے فنا ہو کر بقا حق سے باقی ہوجائے۔ ۵

نیست کامل درجہان آنکس کہ دریا عین اوست	عین دریا ہر کہ شد میدان کہ مرد کامل است
مامہ دریا و دریا عین ما بودہ ولے	مائی ما در میان ما و دریا حایل است
چشم دریا بین کسے دارد کہ غرق بحر شد	ورنہ نقش موج بیند ہر کہ او بر ساحل است

اور میم احمد صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ ہے ساتھ دایرہ موجودات کے کہ مظہر حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

زاحمد تا احد یک میم فرق است
جہانے اندراں یک میم غرق است

حرف میم جو عدد میں چالیس ہے مراتب موجودات بھی بلحاظ کلیت کے چالیس ہے۔ اور مجموع اس چالیس مرتبوں کا مجلا اور مظہر حقیقت محمدی کا ہے صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ از روئے حقیقت ظاہر اور متجلی سب میں ہیں اور میم احمد اس لئے فرمایا کہ جمیع مراتب کونیہ حقیقت محمدی ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صورت تام کی آنحضرت کے معنی ہیں کہ ظہور پائے ہیں

اے مظہر حسن لایزالی	مرآت جمال ذوالجلالی
انوار تجلی قدم را	رخسار تو احسن المجالی

ع درین دور اول آمد عین آخر

یعنے اس دائرہ موجودات میں کہ سب سے اول عقل کل ہے عین آخر کہ انسان ہوئی ہے یعنی حقیقت عقل بصورت انسان کامل پوری طور پر ظاہر ہوئی اور مظہر و ظاہر ایک ہوے ۔ اور نقطہ آخر اول سے متصل ہوا ۔ اور پورا کمال پیدائش انسان کامل سے ظہور پایا ۔

۲۱
بدو ختم آمدہ پایاں ایں راہ
بدو منزل شدہ ادعوا الی اللہ

راہ دعوت انبیا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود مبارک سے ختم کیگئی ۔ یہاں تک کہ ناسخ سب ادیان کی ہوئی ۔ اور جبکہ نشأت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مظہر اسم جامع اللہ کی ہے ۔ اور معاد ہر شخص کا اپنے مبدا اور اصل کے طرف ہوتا ہے ۔ اسی لئے آپکی دعوت تمام انبیا کے دعوت کو شامل ہے ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام خلائق کو اسم جامع اللہ کے طرف جس کے آپ مظہر ہیں بلارہے ہیں ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحسب جامعیت تماموں کے مبدا

ومعاد سے پورے طور پر واقف ہیں۔ ۵

ایکہ اندر حجاب ماندستی	آیۂ نور را نخواندستی
درخودی کردہ خدا را گم	آیۂ انتم فاتہ معکم
چند گردی بگرد ہر سرکوی	درد خود را دوا ہم از خود جوی
سخن آنکہ مرد آگاہ است	لیس فی جبتی سوی اللہ است

مقام دلکشائیش جمع جمعیت

۲۲ جمال جاں فزائیش شمع جمعیت

جو چیز کہ محض موہبت سے سالک کے دل پر حضرت حق کے جانب سے وارد ہوتی ہے۔ اور پھر بغیر ارادے سالک کے بسبب ظہور صفات نفس کے زایل ہوجاتی ہے اوسکو حال کہتے ہیں۔ اور جب حال دایمی ہوکر ملکہ سالک کا ہوگیا تو اس حالت کو مقام کہتے ہیں بسبب قیام سالک کے اس میں اور چونکہ حال و مقام خواص ارباب قلوب سے ہے۔ فرمایا کہ مقام دلکشائیش الخ۔ جمع اصطلاح میں اس طایفہ کے مقابل فرق کے ہے۔ اور فرق احتجاب حق سے بسبب رویت خلق کے ہے۔ یعنے سب خلق کو ہی دیکھے۔ اور حق کو ہر طرح سے غیر جانے۔ اور جمع مشاہدہ حق ہے بغیر رویت خلق کے اور یہ مرتبہ فناء سالک ہے۔ کیونکہ جب تک ہستی سالک باقی ہے شہود حق بے رویت خلق کے نہیں ہے۔ اور جمع الجمع شہود خلق قایم بحق ہے یعنے حق کو جمیع موجودات و مخلوقات میں مشاہدہ کرے کہ

ہر جائے ایک علیحدہ صفت سے ظاہر ہوا ہے۔ اور یہ مقام بقا باللہ ہے۔ اور اس مقام کو فرق بعد الجمع فرق ثانی وصحو بعد المحو کہتے ہیں کیونکہ وحدت صرف سے کہ جمع وشہود ہے مقام فرق وصحو میں نزول کیا ہے۔ اور کامل کے لیے اس سے اعلےٰ کوئی مقام نہیں ہے۔ اس لئے ہر شئے کو جیسے کہ ہے دیکھتا اور جانتا ہے اور یہ مقام والا وحدت کو کثرت میں کثرت کو وحدت میں مشاہدہ کرتا ہے اور ایسے کامل کے پاس وحدت آئینہ کثرت ہے۔ اور کثرت آئینہ وحدت۔ مثنوی۔

فرق چہ بود عین غیر انگاشتن	جمع خویش ۔ عدد ندید انگاشتن
صاحب تفصیل اہل فرق دان	کو ندید از حق دریں عالم نشان
ہر کہ گوید نیست کلی ہیچ نیست	در یقینش اوست حق عین دید
صاحب جمع است پیش اہل حق	جان او در بحر وحدت گشت غرق
جمع جمع است آنکہ خلق بیند عیاں	در ورائے یابد ناش ونہاں
صاحب این مرتب کامل بود	زانکہ این آن ہر دو شامل بود

ع۔ جمال جان فزایش شمع جمع است۔ یعنے جامعیت کمالات جمیع صفات واسما وذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے سبب جمال جان فزا اسی سے مراد ہے۔ شمع جمع است یعنے روشن کرنیوالے مجلسوں قلوب وارواح تمام کاملوں کے ہیں اس لئے کہ بواطن کاملوں کے بواسطہ نور ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور ہوئے ہیں اور لحظہ بلحظہ ترقی پذیر ہیں اور محافل ومجامع جمیع مراتب

کونیہ کے ساتھ شمع جمال وجود مبارک کے تابان وہویدا ہیں۔ ہ

تابان چو گشت مہر جمال محمدی
ذرات کون یافت حیات مقیدی
نقاش صنع نقش جہان را چو می گاشت
بودش مراد صورت زیبای احمدی

شدہ از پیش وے دلہا جملہ در پے
٢٣ گرفتہ دست جانہا دامن وے

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال نبوت وولایت میں سب سے اکمل واقدم ہیں۔ اور بالکلیہ متوجہ عالم ذات بحت ہیں اور دل انبیا و اولیا کے سب آپ کے تابع ہیں۔

دریں رہ اولیا باز از پس پیش
٢٤ نشانے میدہند از منزل خویش

یعنے اولیا بھی جو قدم انبیا پر ہیں اپنے حسب مراتب اوس حال مقام سے سیر وسلوک اون کا بطور مکاشفہ کے ہوا ہے۔ اوس منزل سے خبر دیتے ہیں۔

بحد خویشتن گشتند واقف
٢٥ سخن گفتند از معروف وعارف

یعنے جب تقید ہستی موہوم سے خلاصی پاے اور ساتھ اطلاق کے جو نہایت کمال اپنا ہے پہونچے۔ معرفت حقیقی حاصل کرکے عارف و معروف کا بیان کرنے لگے۔ عارف اوس سالک سے مراد ہے کہ جس نے مقام تقید سے مقام اطلاق کی سیر کی ہو۔ اور معروف حق

مطلق ہے جو سب کا مبدأ و معاد ہے۔

۲۶ یکے از بحر وحدت گفت انا الحق
یکے از قرب و بعد سیر زورق

اولیا اللہ کے اقسام ہیں۔ بعض ارباب سکر ہیں کہ جب اسرار الٰہی اون کے پاک دل پر ظاہر ہوتے ہیں تو اوسے مستی سکر میں افشا کر دیتے ہیں۔ اسی طرف اشارہ ہے کہ یکے از بحر وحدت گفت انا الحق۔ یعنے جب سالکان راہ الٰہی بطریق تصفیہ کے مراتب کثرت سے ساتھ سیر رجوعی کے درگذرے۔ اور ساتھ تجلی احدیت کے بحر وحدت میں فانی و مستغرق ہوے۔ اور خود کو (کہ قطرہ دریاے حقیقت سے تھے) عین دریا پایا۔ ایک کہ صاحب سکر ہے مستی میں اوس حالت اگر کہے کہ میں عین دریا ہوں بیخودی سے اس کے تعجب نہیں ہے۔ اور یہی مرتبہ حقیقت ہے۔ ایک دوسرا شخص کہ سکر اوس کا باوجود اوس حال کے تھا۔ لیکن نہ پہلے مرتبہ میں اور حال اوس کا بسبب قوت حوصلہ کے برزخ درمیان سکر و صحو کے واقع تھا من عند اللہ مامور ہوا ارشاد غیر کے لئے تو چاہتا ہے کہ فی الجملہ اپنے استغراق کے حال سے خبر دیوے تا طالبان راہ حقیقت کے شوق کا باعث ہووے۔ اور لذات نفسانی اور شہوات سے کہ حقایق امور کی اطلاع سے مانع ہیں۔ روگردان ہو کر رخ مبدأ اصلی کی طرف کرے۔ تو ضرور ہوا بیان مراتب قرب و بعد اور سیر سفینہ تعین سالک جو بحر توحید عیانی میں ہوتی ہے کہ تا طالب...

سالکان راہ طریقت کا معلوم ہووے کہ کس کیفیت سے ہے۔ اور طریقت مراد اسی روش سے ہے جاننا چاہئے کہ قرب عبارت ہے سیر قطرہ بجانب دریا سے جسطرح کہ آگے بیان ہوا۔ وصول ساتھ مقصد حقیقی کے اور اتصاف ساتھ صفات الٰہی کے۔ اور بعد عبارت ہے تقید سے ساتھ صفات بشری اور لذات نفسانی کے کہ مبدا حقیقی سے بُعد کے موجب ہیں۔ اور سیر زورق سے مراد ہے عبور کرنا نشأ انسانی کا منازل امواج کثرت سے اور پہونچنا مقام وحدت کو اور مراد زورق سے کشتی تعین انسانی ہے۔ اور جو کامل کہ مقام ارشاد میں ہووے چاہئے کہ انبیا علیہم السلام کی اقتدا کرے۔ اور ظاہر و باطن میں انھیں کی پیروی پر رہے۔ خلایق کو اون اعمال و صفات و اخلاق سے جو کہ سبب چھٹنے رہنے کا اونکے عالم سفلی میں ہوویں۔ اور ایسے اقوال و اطوار سکھلاوے کہ جسکے سبب سے وصول اونکا ساتھ عالم علوی کے اور تقرب ساتھ مبدا کے ہووے۔

یکے را علم ظاہر بود حاصل ۲۰
نشانے داد از خشکی بساحل

یعنے اقسام اولیا سے ایک جماعت ہے کہ بمقتضاے اسم الظاہر احکام شریعت ان پر غالب ہیں۔ اور یقین جانتے ہیں کہ جب تک ان تمام احکام کی پابندی نہ کی جاے سالک کو وصول ساتھ حالات و مقامات کے میسر نہ ہوگا۔ اور البتہ بغیر شریعت کے کہ جاننا احکام الٰہی کا

ہے اور بغیر طریقت کے کہ احکام الٰہی پر عمل کرنا ہے اور حقیقت کہ نتیجہ دونوں قدموں کا ہے ہرگز حاصل نہیں ہوتی ہے۔ احوال معنوی کہ جو اون پر ظاہر ہوئے مخفی رکھتے ہیں۔ اور بغیر اشارہ الٰہی کے کسی پر ہرگز ظاہر نہیں فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ احوال کا چھپانا اس طایفہ کے پاس اسلم طریقہ ہے۔ جو رعونت و ریا اور رعونتی سے دور ہے۔ علم ظاہر سے مراد علم شریعت ہے کہ انہیں باوجود کمال معنوی کے حاصل تھا بسبب مقتضائے علم نہ بسبب مقتضائے حال انسان دریا خشکی سے طرف ساحل کے جو شریعت ہے کیونکہ سلامتی خشکی میں ساحل کے ہے چونکہ سمجھنا اسرار حقیقت کا نہایت دشوار ہے۔ اور وہ بغیر مخالفت نفس و ہوا کے اور نیز بغیر تصفیہ و تجلیہ و سلوک راہ کے جو حسب ارشاد شیخ کامل راہ روان و راہ بین کے ہو حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کبھی اگر کوئی عارف صاحب مکاشفہ و مشاہدہ بعض اسرار و حقایق امور کو افشا کرتا ہے تو ظاہر بین زبان طعن و انکار اوس پر دراز کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا۔

۲۸

یکے گوہر برآورد و ہدف شد
یکے بگذاشت آن نزد صدف شد

یعنے ایک جماعت نے جو غواصان بحر حقیقت ہیں گوہر اسرار معنی کو احکام ظاہری کے صدف سے نکالے۔ اور اون اسرار کو افشا کیا اس سبب سے ہدف یعنے نشانۂ تیر طعن و ملامت خلایق ہوئے۔ اور

مخلوق نے نادانی سے اون کاملوں کو ساتھ زندقہ والحاد کے منسوب کیا۔ اور بعضوں کو قتل کا فتویٰ دیا گیا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ~

ورب جوہر علم لو ابوح بہ	لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا
ولاستحل رجال مسلمون دمی	یرون اقبح ما یاتونہ حسنا

اور دوسری جماعت اولیا نے اون گوہر اسرار کو انھیں صدف میں مخفی رکھا اور جو کچھ فرمایا شرح صدف شریعت وطریقت کی بیان کی کیونکہ اوس کا فائدہ بہت ہے۔

۲۹
یکے در جزو کل گفت این سخن باز
یکے کرد از قدیم و محدث آغاز

یعنے حقیقت سے آگاہ ہو جانے کے بعد اولیاء اللہ نے حال ہر ایک ان مراتب اطلاق وتقیدات وظہورات وشیونات الٰہی کا اشارات وکنایات میں بیان فرمایا۔ اور جب ہر ایک موجود۔ موجودات سے صورت اسم خاص وجود واحد مطلق کی ہے۔ پس البتہ نسبت موجودات کی ساتھ وجود واحد کے اسطرح ہے جسطرح نسبت اجزاے مقیدہ کی ساتھ کل مطلق کے ہو۔ پس اسی لئے اولیا کی ایک جماعت کثرت و تعینات کو ساتھ جزکے اور واحد مطلق کو ساتھ کل کے تعبیر کرتی ہے کیونکہ اس صورت میں مطلق کا مقیدات کو شامل ہونا مثل اشتمال کل اجزا پر ہے۔ اور دوسری جماعت موجودات ممکنہ کو باعتبار تعین

تشخص کے محدث۔ اور واحد مطلق کو کہ اشیائے موجودہ اس سے مظاہر و مجالی ہیں قدیم کہتی ہے۔ غرض تمام اولیا کی یہ ہے کہ بیان مراتب اطلاق و تقید اور کیفیت وصول مقید تا بمطلق کے۔ اور سیر قطرہ و جزو محدث بجانب جزو کل و قدیم کے ہووے۔ ہر ایک نے بحسب اقتضائے احکام اوس اسم کے کہ رب و مدبر اوس کا ہے اپنی مکاشفات و حالات سے مناسب اون احکام کے تعبیر فرمائی ہے۔ اور سب بیان واقع ہے۔ اور اگر کوئی قصور اشارات و تعبیرات میں نظر آتا ہے تو وہ بسبب عبارت کی تنگی کے ہے۔ ورنہ مقصد سب کا ایک ہے۔ ؎

ہر چہ گوید مرد عاشق بوی عشق　　از دہانش می جہد در کوی عشق
گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ　　بوی فقر آید ازان خوش دمدمہ
ور بگوید کفر دارد بوی دین　　ور بشک گوید شکش گردد یقین
ور بگوید کج نماید راستی　　اے کجی کہ راست را آراستی

۳۰ یکے از زلف و خال و خط بیان کرد
شراب و شمع و شاہد را عیان کرد

کثرت کو زلف و خط سے اس سے تشبیہ دیتے ہیں کہ وہ حاجب روے وحدت ہیں اور نقطہ وحدت کو خال سے نسبت دیتے ہیں تا کوتاہ نظروں سے مخفی رہے اور عشق و ذوق و سکر کو شراب سے اور پرتو انوار الہی کو کہ دل سالک میں ظہور کرتے ہیں ساتھ شمع کے۔

اور تجلی جمال ذات مطلق کو لباس شاہد میں ظاہر کرتے ہیں۔

۳۱
یکے از ہستی خود گفت و پندار
یکے مستغرق بت گشت و زنار

کاملان راہ حقیقت فرماتے ہیں کہ منزل مراد کو پہونچنا بغیر نفی و اثبات کے وسیلہ کے میسر ہی نہیں ہوتا ہے۔ اسی لئے مرشدان کامل پہلے سالک کو لا الہ الا اللہ کا ذکر تبلاتے ہیں تا ساتھ کلمۂ لا کے جمیع اغیار کو جو یک گونہ وجود موہوم رکھتے ہیں نفی کرے۔ اور ساتھ کلمۂ الا اللہ کے وحدت حقیقی کو ثابت کریں۔ کیونکہ جبتک کہ پوری طور سے کثرت مرتفع نہ ہوگی۔ وحدت کی جلوہ گری نہوگی۔ اور سالک کو کوئی مانع مثل اپنے ہستی و پندار کے نہیں ہے۔ ع

سہل شیرے داں کہ صفہا بشکند	شیر آں باشد کہ خود را بشکند
گر برون آئی ز پندار وجود	بر تو گردد دور ہر کار وجود

اور بعض دوسرے باوجود استغراق توحید کے کثرت سے اشارہ اوسی کے طرف بے زنار خدمت کی کمر جان پر باندھتے ہیں۔ اور ایک لحظہ ریاضت سلوک سے آرام نہیں پاتے ہیں۔

۳۲
سخن ہا چوں بوفق منزل افتاد
در افہام خلایق مشکل افتاد

یعنے تجلی الہی موافق اختلاف استعداد قوابل مختلف واقع ہوئی ہے تو ضرور ہوا کہ ہر سالک ایک دوسری راہ چلے اور ہر عارف ایک

دوسرے

دوسرے مقام کا نشان دیوے۔ اسی لئے افہام خلایق پر مشکل نظر
آئی۔ چاہیے کہ اونکی اصطلاح جانیں۔ اسی لئے فرمایا۔

۳۳ کسے را کاندریں معنی ست حیراں
ضرورت میشود دانستن آں

ہر چند علوم و معارف اس طایفہ کے وجدانیات و ذوقیات ہیں اور صرف اون کے اصطلاحات جان لینے سے حالات و مقامات سے اس جماعت کے مطلع نہیں ہوتا ہے لیکن الفاظ سے معنی مستفاد ہوتے ہیں تو کبھی ہوتا ہے کہ اس عبارات و اشارات کا جاننا تا ہم کو اون حالات کی حاصل کرنیکا باعث ہوتا ہے۔ اور کمالات اولیاء سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ اور اپنی خلقت کی مقصود و غایۃ کو حاصل کرے

حرف درویشاں بسے آموختند	منبر و محفل بداں افروختند
یا بجز آں حرف شاں وزنے نبود	یا در آخر رحمت آمد رہ نمود

۳۴ گذشتہ ہفت و دو با ہفت صد سال
ز ہجرت ناگہاں در ماہ شوال

۳۵ رسولے با ہزاراں لطف و احساں
رسید از خدمت اہل خراساں

۳۶ بزرگے کاندر آنجا بود مشہور
باقسام ہنر چوں چشمہ نور

۳۷ ہمہ اہل خراساں از کہ مہ

درین عصر از همه گفتند او به

۳۸ نوشته نامه در باب معنی
فرستاده بر ارباب معنی

۳۹ در آنجا مشکلی چند از عبارت
ز مشکل‌های ارباب اشارت

۴۰ بنظم آورده و پرسیده یک یک
جهانی معنی اندر لفظ اندک

بیان سبب نظم آن

نظم بیان نمایت نقطہ بیان آن

یعنی ماہ شوال ۷۱۷ ہجری میں ایک قاصد اہل خراسان کے پاس سے آیا۔ اور اوسکو بھیجنے والے ایک وہاں کے مشہور بزرگ تھے۔ جو انسان ہنر مثل چشمۂ نور یعنی آفتاب عالمتاب تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اون کے لقب کا نام امیر سید حسینی تھا۔ جو مرید و خلیفہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے تھے۔ اور وہ خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے۔ ان تصنیفات سے نزہت الارواح۔ اور زاد المسافرین۔ اور کنز الرموز۔ اور طرب المجالس۔ اور سی نامہ۔ یہ طریقت او معارف میں مقبول خاص و عام ہیں۔ اس لئے سب اہل خراسان کہتے تھے کہ اس زمانہ میں وہ سب سے بہتر ہیں۔ اوس بزرگ نے معارف میں منظوم نامہ لکھکر اہل معنی کے پاس روانہ فرمایا تھا۔ لیکن اوس سے امتحان مقصود نہ تھا۔ بلکہ جبکہ عارف کامل جواب دے تو طالبوں کے شکوک و شبہات دفع ہو جائیں غرض اس میں چند مشکل مسئلے تھے جسکو انھوں نے تھوڑے لفظوں میں نظم کیا تھا

معنی اس میں بہت تھے ۔

رسول آن نامه را برخواند ناگاه ۴۱
فتاد احوال او حالت در افواه

دران مجلس عزیزان جمله حاضر ۴۲
بدین درویش هر یک گشته ناظر

یکی کو بود مرد کار دیده ۴۳
ز ما صد بار این معنی شنیده

مرا گفتا جوابی گوی در دم ۴۴
کزان جا نفع گیرند اهل عالم

بدو گفتم چه حاجت کین مسائل ۴۵
نوشتم بارها اندر رسائل

بلی گفتا ولی بر وفق مسئول ۴۶
ز تو منظوم میداریم مأمول

پس از الحاح ایشان کردم آغاز ۴۷
جواب نامه در الفاظ ایجاز

بیک لحظه میان جمع بسیار ۴۸
بگفتم این سخن بی فکر و تکرار

کنون از لطف و احسانی که دارند ۴۹
ز ما این خرده گیری درگذارند

۵۰ همه دانند کین کس در همه عمر
نکرده هیچ قصد گفتن شعر

۵۱ بر آن طبعم اگرچه بود قادر
ولے گفتن نبود الا بنادر

۵۲ زنثر ارچه کتب بسیار می ساخت
بنظم و مثنوی هرگز نپرداخت

۵۳ عروض و قافیه معنی نه سنجد
که هر ظرفے درو معنی نگنجد

۵۴ معانی هرگز اندر حرف ناید
که بحر قلزم اندر ظرف ناید

۵۵ چو ما در حرف خود در تنگنائیم
چرا چیزے دگر بروے فزائیم

۵۶ نه فخر است این سخن کز باب شکر است
بنزد اهل دل تمهید عذر است

۵۷ مرا از شاعری خود عار ناید
که در صد قرن چون عطار ناید

۵۸ اگرچه زین نمط صد گونه اسرار
بود یک شمه از دکان عطار

۵۹ ولے این بر سبیل اتفاق است

نہ چوں دیو از فرشتہ استراق است

یعنے جب قاصد نے اوس نامہ کو پڑھا تمام لوگوں میں اوسکا شہرہ ہو گیا اوس مجلس میں اپنے شہر تبریز میں جو عزیز کہ حاضر تھے سب کے سب اس فقیر کے طرف دیکھنے لگے۔ ایک شخص ان میں سے جو عارف تھے اور سو بار ان معانی کو اس فقیر سے سنا تھا مجھ سے فرمانے لگے کہ اسی وقت اسکا جواب دیجیے تا اہل عالم اس سے نفع حاصل کریں کہتے ہیں کہ وہ بزرگ کا نام جنھوں نے جواب لکھنے کہا تھا شیخ امین الدین تھا میں نے کہا ان مسایل کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے میں تو بار بار رسایل میں لکھ چکا ہوں انھوں نے کہا ہاں لیکن مطابق سوال کے جواب منظوم تحریر کیجیے۔ پس جب انھوں نے الحاح کیا تو میں نے نامہ کا جواب مختصر الفاظ میں لکھنا شروع کیا تھوڑی دیر میں اوسی مجلس میں جہاں کثرت خلق تھی ان سوالات کے جوابات کو منظوم کر دیا۔ اب لطف و احسان سے یہ امید ہے کہ ہم پر کسی طرح کا عیب نہ لگائیں اور سب جانتے ہیں کہ اس شخص نے اپنی تمام عمر میں شعر نہیں کہا تھا اگرچہ میری طبیعت نظم کہنے پر قادر تھی لیکن بطور نادر کبھی کچھ کہا تھا۔ ہاں نثر میں میری بہت سی کتابیں ہیں نظم مثنوی کبھی نہیں لکھا تھا عروض و قافیہ معنی کے سزاوار نہیں ہے کیونکہ ہر ظرف میں معنی نہیں سما سکتا ہے اور معنی ہرگز حرف میں نہیں آسکتے جسطرح بحر قلزم ظرف میں نہیں سما سکتا جب ہمکو ان معنی کے ادا کرنیکے لیے نثر میں الفاظ نہیں مل سکتے تو پھر عروض

ز قافیہ میں گرفتار ہونا کیا ضرور ہے ۔ ۵

قافیہ اندیشم و دلدارمن	گویدم مندیش جز دیدارمن

یہ جو کچھ میں نے کہا بطور فخر نہیں ہے بلکہ بطور شکر ہے ۔ اور اہل دل کے پاس تمہید عذر ہے تاکہ کوئی غلطی دیکھیں تو سمجھیں کہ اسقدر جلدی میں ایسی نظم لکھی گئی ہے اس لئے مجھے معاف کرینگے ۔ اور مجھے شاعری سے عار نہیں ہے کیونکہ حضرت شیخ فریدالدین عطار جیسے لوگ شاعر ہوے ہیں ۔ اگرچہ ایسے ہمارے صدہا قسم کے اسرار حضرت عطار کی دکان معرفت کی ادنےٰ چیز ہیں لیکن یہ اسرار بطور اتفاق اس مثنوی میں آے ہیں ۔ لیکن جیسے شیاطین فرشتوں کی باتیں چھپکے چوری سے سنکر اوڑالاتے ہیں اوسطرح مضمون غیر چرایا ہوا نہیں ۔

علی الجملہ جواب نامہ دادم ٦٠
بگفتم یک بیک نابش وندکم

رسول آن نامہ را بستہ باعزاز ٦١
وزان راہے کہ آمد باز شد باز

دگر بارہ عزیز کار فرماے ٦٢
مرا گفتہ براں چیزے بیفزاے

ہماں معنی کہ گفتی در بیاں آر ٦٣
زعین علم بر عین عیاں آر

نمیدیدیم دراوقات آں مجالی ٦٤

[illegible]

کہ پروازم بود از ذوق خالی

٦٥ کہ وصف آں بگفت و گو محالست
کہ صاحب ذوق داند آں چہ حالست

٦٦ دلے بر وفق قول قائل دیں
نکردم رد سوال سائل دیں

٦٧ پے آں تا شود روشن ترا اسرار
در آمد طوطی نطقم بگفتار

٦٨ بعون و فضل توفیق خداوند
بگفتم جملہ را در ساعتے چند

٦٩ دل از حضرت چو نام نامہ درخواست
جواب آمد بدل کاں گلشن ماست

٧٠ چو حضرت کرد نام نامہ گلشن
شود زو چشم دلہا جملہ روشن

غرض میں نے اوس نامہ کا مطابق سوالات کے یکیک کا جواب دیا قاصد وہ نامہ لیکر خراسان کے طرف یعنی جس راہ سے آیا تھا گیا پھر دوسرے وقت میں پھر اوسی عزیز نے فرمایا اس پہ کچھ زیادہ اور بڑھائے اور اس اجمال کی تفصیل کیجے۔ اور اوس علم الیقین کو عین الیقین تک پہونچا دیجے۔ لیکن میں نے دیکھا ذوق و حال کی باتیں گفتگو و قال میں نہیں آسکتیں۔ صاحب حال جانتا ہے کہ وہ کیا حال ہے

ولیکن حسب فرمان واما السائل فلا تنہر کے میں نے اوس سایل کے سوال کو رد نہیں کیا۔ اور اون اسرار کو اوس سے زیادہ واضح طور پر بیان کیا۔ اور خداوند عالم کی توفیق وفضل سے وہ تمام چند ساعت میں ختم ہوگئے۔ پھر دل نے حضرت باری سے اوس نامہ کا نام طلب کیا دل میں القا ہوا کہ ہمارا گلشن ہے جب حضرت باری عز اسمہٗ اوس نامہ کا نام گلشن رکھا تو اوس سے سب کے دلوں کی آنکھ روشن ہوجائیگی۔ سوال

نخست از فکر خویشم در تحیر
چہ چیز است آنکہ گویندش تفکر

جاننا چاہئے کہ پہلی چیز بندۂ مکلف پر معرفت الٰہی واجب ہے اور دوسرے واجبات کا وجوب اسی اصل سے متفرع ہے۔ اگرچہ طرق معرفت بلحاظ جزویت غیر منحصر ہیں کیونکہ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ لیکن بلحاظ کلیت کے جسطرح گذرا معرفت دو قسم پر منحصر ہے استدلالی وکشفی۔ استدلالی مصنوع سے طرف صانع کے راہ یاب ہونا ہے۔ اور کشفی حجاب مصنوع کا جو جمال صانع پر ہے اوٹھانا۔ اور یہ دونوں طریق فکر کے ساتھ تعبیر کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر سے باطن اور صورت سے معنی کے طرف سیر کرنے کا نام فکر ہے اسی لئے پہلا سوال تفکر کیا کہ مجھے اس بات کی حیرانی ہے جسے تفکر کہتے ہیں وہ کیا چیز ہے۔ جواب۔

مرا گفتی بگو چہ بود تفکر